معجزات

قرآنِ مجید کی نظر میں

فکرِ پرویز میں معجزات
کے "حقیقی اقرار" و "مجازی انکار" کی داستان

مؤلف
اعجاز رسول

ادارہ صوت القرآن لاہور پاکستان

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معجزات

قرآنِ مجید کی نظر میں

فکرِ پرویزؔ میں معجزات

کے ''حقیقی اقرار'' و ''مجازی انکار'' کی داستان

مؤلف: اعجاز رسول

ادارہ صوت القرآن لاہور پاکستان

☆

جملہ حقوق محفوظ نہیں

نام کتاب	معجزات قرآن مجید کی نظر میں
مؤلف	اعجاز رسول
تاریخ	نومبر 2008ء
اشاعت	اول
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ادارہ صوت القرآن لاہور
کمپوزنگ	حسن کمپوزنگ سنٹر سمن آباد لاہور
مطبع	معراج پرنٹنگ پریس مچھلی منڈی سرکلر روڈ لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

☆ ملک احسان الحق 4۔گرین پارک اتحاد کالونی ملتان روڈ سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور پاکستان فون: ,042-7586722، Mob:0300-8472780

☆ محمد بشیر توحید جیولرز مدینہ بازار اچھرہ لاہور پاکستان فون :
P.C.54600 Ph. 0321-9492677, 042-7580954, 7534761

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن	5
1	ابتدائیہ	5
2	قرآن مجید ایک معجزہ ہے	6
3	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل معجزات لانے کا مطالبہ	7
4	”قُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ“ کے معجزے کا مطالبہ	8
5	معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں	9
6	قانون میں مداخلت	10
7	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ	12
8	رسول اللہ ﷺ کو معجزات نہیں ملے	13
9	اللہ تعالیٰ نے معجزات بھیجنے کیوں بند کئے؟	14
10	”عصائے موسیٰ“ کا معجزہ قرآنِ مجید کی روشنی میں	15
	(1)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے لئے انتخاب	15
	(2)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے وقت دو معجزات دیئے گئے	16
	(3)۔ فرعون کے پاس جانے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی دعا	19
	(4)۔ حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی فرعون کو نصیحت	19
	(5)۔ فرعون کی طرف سے اعتراض اور اس کا جواب	19
	(6)۔ دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں فرعون نے آپؑ کو قید کرنے کی دھمکی دی	21
	(7)۔ حضرت موسیٰؑ کی طرف سے معجزات کی پیشکش	21

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
22	(8)۔ فرعون نے معجزات کو جادو اور رسولوں کو جادوگر قرار دیا	
23	(9)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں کے ساتھ مقابلہ	
24	(10)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے نے جادوگری کا خاتمہ کر دیا	
25	(11)۔ معجزہ حق اور جادوگری باطل ثابت ہوئی	
26	(12)۔ جادوگر معجزات پر ایمان لے آئے اور فرعون اپنی ضد پر اَڑا رہا	
27	**پرویز صاحب اپنی ہی تحریر کی زد میں**	✪
27	پرویز صاحب فرعونی جادوگروں کے جادو کو مانتے تھے؟	11
29	کیا پرویز صاحب فرعونی جادوگروں کا جادو نہیں مانتے تھے؟	12
31	پرویز صاحب معجزات کو مانتے تھے؟	13
34	پرویز صاحب معجزات کو نہیں مانتے تھے؟	14
34	کیا سمجھے کہ پرویز صاحب کیا مانتے تھے؟	15
35	کیا فکرِ پرویز ایک ناکام کیس ہے؟	16
35	قرآنِ مجید میں انبیاءؑ کے واقعات انبیاءؑ کی تاریخ ہیں	17
35	تاریخ کا مجازی مفہوم نہیں ہوتا	18
36	تاریخی واقعات کا مجازی مفہوم اُن کی تکذیب کے مترادف ہے	19
36	تاریخ کے اصل الفاظ ہی اس کا مفہوم ہوتے ہیں	20
37	مجازی مفہوم کی صحت کا معیار کیا ہوگا؟	21
	معجزات کے انکار کے لئے	22
38	پرویز صاحب کے ''حقیقی اقرار'' و ''مجازی انکار'' کی داستان	
50	طلوعِ اسلام کی طرف سے معجزات کے بارے تحریر کا جواب	23
51	وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن	

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ o

سب طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے

1 = ابتدائیہ

''معجزات'' قرآن مجید سے ثابت ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ خود ساختہ قرآنی مفہوم کے دفاع کی آڑ میں معجزات کا انکار دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کی آیات کے حقیقی معانی اُنہیں معجزات کے انکار کا کوئی راستہ نہیں دیتے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ مجازی مفہوم کی آڑ میں معجزات کا انکار کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ قرآنِ مجید کی تشریح کرتے وقت روایات کو غیر مستند و مشکوک سمجھ کر اُن کا انکار کر دیتے ہیں لیکن اپنے خود ساختہ ''مجازی مفہوم'' کو نہ جانے کیوں لاریب سمجھ کر قرآن کا حقیقی مفہوم ہی بدل دیتے ہیں جبکہ مجازی مفہوم کی صحت کو پرکھنے کا کوئی معیار نہیں ہے جو کسی کے دل میں آتا ہے وہی اُس کے نزدیک قرآن کا مجازی مفہوم ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ قرآن کے حقیقی مفہوم کو مہجور کر دیتا ہے۔ روایات و فقہ سے قرآنی مفہوم کی مہجوری سے نالاں بہت سے مفکرینِ قرآن نے قرآن کو اپنی سوچ کے ساتھ مہجور کر رکھا ہے جس کا زندہ ثبوت ان احباب کے ادارے ہیں جہاں آپ قرآن فہمی کے لئے جو بھی آیت پیش کریں گے اس کے جواب میں وہ اِن آیات کی اپنے اکابرین کے فکرِ قرآن سے مہجوری ''مجازی مفہوم'' کی شکل میں آپ کے سامنے رکھ دیں گے۔ وہ آپ کے اعتراض کو روایتی اور اپنے مفہوم کو قرآن قرار دیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرتا ہے جو اُن کی تاریخ ہے۔ تاریخی واقعات کا مفہوم سوائے اصل حقیقت کے کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن افسوس کہ ہمارے یہ ''قرآنی مفکرین'' ان واقعات کا بھی مجازی مفہوم لے کر ان واقعات کا ہی انکار کر دیتے ہیں جو بذاتِ خود قرآنی آیات کے انکار کے مترادف ہے۔ میری اس تحریر کا مقصد اس فکر کا محاسبہ کر کے یہ مسئلہ عام لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے تا کہ وہ مجاز کی آڑ میں حقیقت کا انکار کرنے والے ایسے غیر قرآنی افکار سے بچ سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

اعجاز رسول 20 نومبر 2008ء

2 = قرآنِ مجید ایک معجزہ ہے

معجزات کا انکار کرنے والے خود قرآنِ مجید کے معجزہ ہونے کا انکار نہیں کر سکتے۔
بقول پرویزؔ صاحب کے عہدِ طفولیت کے انسانی ذہن کو ورطۂ حیرت میں ڈال کر سیدھی راہ پر لانے کی کوشش میں خوارقِ عادت یا معجزات آتے تھے۔۔۔۔تو کیا قرآن خوارقِ عادت و ماورائی معجزہ نہیں ہے جس کے بارے خود قرآنِ مجید کے الفاظ ہیں۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○ (2/23)

اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی سُورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مدد گار ہوں اُن کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو○

کیا قرآن کی مثل لانے سے عاجز انسانی ذہن ورطۂ حیرت میں نہیں رہ جاتا۔
اگر ورطۂ حیرت میں ڈالنے والے قرآنی معجزے کو آپ مانتے ہیں تو پہلے معجزات کا مجازی مفہوم لے کر ان کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

نبیؐ کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا قرآن (معجزہ) ملا ہے جو تمام نوعِ انسانی کے لئے چیلنج ہے کوئی اس جیسا نہیں بنا سکا۔ اس سے پرویزؔ صاحب کا یہ مؤقف بھی غلط ثابت ہوا کہ اب انسانیت کو ورطۂ حیرت میں ڈال کر عاجز کر دینے کا دَور ختم ہو چکا ہے۔ بلکہ یہ حیرت میں ڈالنے والا معجزہ آج بھی موجود ہے جبکہ پہلے نبیوں کو ملنے والے معجزات تو وقتی اور اُن کی زندگی تک محدود ہوتے تھے لیکن قرآن ایک ایسا معجزہ ہے جو ہر دَور کے انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال کر اس کے لئے چیلنج بن چکا ہے۔

3 = حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل معجزات لانے کا مطالبہ

سورۃ القصص کی آیات 48-47 میں فرمایا:۔

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ تُصِیۡبَہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ فَیَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَ نَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ o 28/47

اور (اے پیغمبر ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ) ایسا نہ ہو کہ اگر ان (اعمال) کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اُن پر کوئی مصیبت واقع ہو تو یہ کہنے لگیں کہ اے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے o

فَلَمَّا جَآءَ ہُمُ الۡحَقُّ مِنۡ عِنۡدِنَا قَالُوۡا لَوۡ لَاۤ اُوۡتِیَ مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی ؕ اَوَلَمۡ یَکۡفُرُوۡا بِمَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ ۚ قَالُوۡا سِحۡرٰنِ تَظٰہَرَا ۟ۙ وَ قَالُوۡۤا اِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوۡنَ o 28/48

پھر جب اُن کے پاس ہماری طرف سے حق آ پہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں۔ کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں اُنہوں نے اُن سے کفر نہیں کیا؟ کہنے لگے کہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے موافق اور بولے کہ ہم سب سے منکر ہیں o

پہلی آیت میں نبیؐ کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا گیا جس سے مقصود قوم کو آیات بھیج کر ہدایت دینا ہے تا کہ وہ ان آیات پر عمل کریں اور مومن بن جائیں۔ لیکن وہ یہ حق یعنی ہدایات ملنے کے باوجود حضرت موسیٰؑ کی مثل معجزات کا مطالبہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا انہوں نے اس معجزے کا انکار نہیں کر دیا تھا جو حضرت موسیٰؑ کو پہلے ملا تھا اور اُنہیں جادوگر کہنے لگے ''سِحۡرٰنِ تَظٰہَرَا'' معجزات کا انکار کرنے والوں کے یہی الفاظ آیت نمبر 20/63 میں آئے ہیں جس کا سیاق وسباق ہی معجزات ہے۔ قَالُوۡۤا اِنۡ ہٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیۡدٰنِ اَنۡ یُّخۡرِجٰکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ بِسِحۡرِہِمَا (20/63) ترجمہ:۔

کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ گو نبیؐ کو معجزات نہیں ملے لیکن پہلی امتوں کو معجزات ملتے رہے ہیں اور یہاں مثال کے طور پر حضرت موسیٰؑ کے معجزات کا ذکر ہے جن کی مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات لانے کا مطالبہ ہوتا ہے۔

4 = ''قُربَانِ تَاْکُلُهُ النَّارُ'' کے معجزے کا مطالبہ

سورۃ آلِ عمران آیات 184-183 دیکھئے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ	جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم بھیجا ہے جب تک
اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی	کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لے کر نہ آئے جس
یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ ط	کو آگ (آکر) کھا جائے تب تک ہم اُس پر ایمان
قُلْ قَدْ جَآئَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ	نہ لائیں گے (اے پیغمبران سے) کہہ دو کہ مجھ سے
قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ	پہلے کئی پیغمبر تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر
فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ کُنْتُمْ	آئے اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر
صٰدِقِیْنَ o 3/183	سچے ہو تو تم نے اُن کو قتل کیوں کیا؟o
فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ	پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت
رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُوْ	سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں
بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْکِتٰبِ	لے کر آ چکے ہیں اور لوگوں نے اُن کو بھی سچا نہیں
الْمُنِیْرِ o (3/184)	سمجھاo

لوگوں نے رسولؐ اللہ سے ''قُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ'' کے معجزے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ معجزہ بھی ہمارے رسول پہلے لائے تھے لیکن اس کے باوجود ان کا انکار کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا معجزات آتے رہے ہیں اُن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

5 = <u>معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں</u>

سورۃ العنکبوت آیات 48 تا 51 دیکھئے

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ o 29/48

اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے o

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ o 29/49

بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اُن کے سینوں میں (محفوظ) اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بے انصاف ہیں o

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ط <u>قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ</u> ط وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ o 29/50

اور (کافر) کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں <u>کہہ دو کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں</u>۔ اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں o

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ o 29/51

کیا ان لوگوں کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو اُن کو پڑھ کر سُنائی جاتی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مومن لوگوں کے لئے اس میں رحمت اور نصیحت ہے o

نبیؐ کو کتاب اللہ کی شکل میں آیات ملی تھیں جن کا کافر انکار کرتے تھے اور مطالبہ کرتے تھے لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اس کی طرف اللہ کی طرف سے کوئی معجزہ (آیت) کیوں نازل نہیں ہوا۔ اُنہیں جواب دیا گیا معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جو اُنہیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہے۔ جو رحمت اور نصیحت ہے مومنین کے لئے۔

6 = قانون میں مداخلت

معجزات کے انکار کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون بنا دیئے ہیں یہ کائنات اِنہی قوانین کی پابندی کر رہی ہے۔ بقول ان کے اگر ایسا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو اپنے بنائے ہوئے قوانین کے سپرد کر دیا ہے تو اس کا مطلب اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے قوانین میں مداخلت بھی نہیں کرتا ہوگا۔

لیکن غزوات میں مومنین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینہ کا نزول کس قانون کے مطابق ہے (9/26,40, 48/4,18,26)

دیکھئے سورۃ التوبہ کی آیات ہیں (9/25-26)

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ
كَثِيْرَةٍ ۙ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ
اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ
شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ 9/25

اللہ نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور (جنگِ) حُنین کے دن جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی) کثرت پر غرّہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود (اتنی بڑی) فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے o

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ
تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ
ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ o 9/26

پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (آسمان سے) اُتارے اور کافروں کو عذاب دیا اور کفر کرنے والوں کی یہی سزا ہے o

سورۃ التوبہ آیت نمبر 9/40 میں فرمایا

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ o 9/40

اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے۔ (وہ وقت تم کو یاد ہوگا) جب اِن کو کافروں نے گھر سے نکال دیا (اُس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسول اللہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اُس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلّی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے o

اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مومنین کے کافروں کے ساتھ معرکے کے وقت جب مومنین کسی قسم کے خوف کا شکار ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ اُن پر سکینہ نازل کرتا تھا۔ مومنین پر سکینہ کا یہ نزول اُن کی غیبی مدد ہے۔ قانون مومن و کافر دونوں کے لئے برابر ہوتا ہے اور آپ اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے کہ سکینہ ایک ایسی نعمت ہے جس کی وجہ سے آدمی پر دہشت سوار نہیں ہوتی اور جب آدمی پر دہشت سوار نہیں ہوگی تو وہ خواہ کمزور ہو لڑتا رہے گا بھاگے گا نہیں اور اگر ہزار آدمیوں پر دہشت سوار ہو جائے گی تو وہ پچاس آدمیوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکیں گے بھاگ کھڑے ہوں گے۔

اگر اللہ تعالیٰ قانون میں مداخلت نہیں کرتا تو آیت 29/50 میں معجزات کے مطالبے کے جواب میں یہ کیوں فرمایا قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ (29/50) کہہ دیجئے کہ آیات (معجزات) اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ سورۃ الانعام میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنۡ يُّنَزِّلَ اٰيَةً (6/37) بے شک اللہ تعالیٰ معجزات نازل کرنے پر قادر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معجزات سے قانون میں مداخلت ہوتی ہے اور یہ مداخلت اللہ تعالیٰ نہیں کرتا۔

جبکہ یہاں کہا جارہا ہے معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنہیں نازل کرنے پر بھی قادر ہے۔ کیا اس کا ترجمہ یہ کریں گے کہ قانون میں مداخلت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جب اللہ تعالیٰ قانون میں مداخلت نہیں کرتا تو یہ قانون میں مداخلت کی سوچ بھی اس کے پاس کیوں تسلیم کی جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بنائے ہوئے قوانین کی مخالفت نہیں کرتا تو اس قانون کی خلاف ورزی کے امکان، یا قانون کی خلاف ورزی پر قدرت کو اپنی طرف منسوب کیوں کرتا ہے۔ کیا مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ بھیجنے یعنی قانون کی خلاف ورزی کرنے پر قادر ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون کی خلاف ورزی کا حق محفوظ رکھتا ہے جس سے اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔ قانون کی خلاف ورزی ہی جرم ٹھہرتی ہے قرآنِ مجید میں مذکور مختلف سزائیں قوانین کی خلاف ورزی پر ہی دی جاتی ہیں۔ جس قانون کا اتنا احترام ہو اس کی خلاف ورزی کا امکان بھی اس ذات کی طرف منسوب نہیں ہونا چاہئے جبکہ خوارقِ عادت معجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں جنہیں وہ نازل کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں قانون بنائے ہیں' وہاں معجزات کے ذریعے قانون میں مداخلت بھی کی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ قانون میں مداخلت نہیں کرتا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ معجزات بھیجتا رہا ہے آپ اسے خواہ جو بھی کہیں اس سے معجزت کی نفی نہیں ہوتی۔

7 = حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ

قرآنِ مجید سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ ملا تھا (3/49) لیکن کچھ لوگ اس معجزے کی تاویل کر کے کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ مردوں کو نہیں بلکہ مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔

اس کے بارے گذارش ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ دل لوگوں کو زندہ کرتے تھے تو اُن کے اس معجزے کا خصوصیت سے ذکر کیوں ہوا ہے۔ دلوں کے مردوں کو تو

تمام انبیآء علیہم السلام زندہ کرتے چلے آئے ہیں اور نبیوں کے پیروکار مومنین بھی یہ کام کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔

8 = رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات نہیں ملے

سورۃ الانعام کی آیات 33 تا37 دیکھئے

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ o 6/33

ہم کو معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتیں تمہیں رنج پہنچاتی ہیں (مگر) یہ تمہاری تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیںo

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰىٓ اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئ الْمُرْسَلِيْنَ o 6/34

اور تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے۔ تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد پہنچتی رہی۔ اور اللہ کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں ۔ اور تم کو پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں (تو تم بھی صبر سے کام لو)o

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

اور اگر اُن کی رُوگردانی تم پر شاق گزرتی ہے تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سُرنگ ڈھونڈھ نکالو یا آسمان میں سیڑھی (تلاش کرو) پھر اُن کے پاس کوئی معجزہ لاؤ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ پس تم ہرگز نادانوں میں نہ ہوناo

مِنَ الْجٰهِلِيْنَo 6/35

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ بات یہ ہے کہ (حق کو) قبول وہی کرتے ہیں جو
وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ سُنتے بھی ہیں۔ اور مردوں کو تو اللہ (قیامت ہی کو)
يُرْجَعُوْنَ o 6/36 اُٹھائے گا پھر اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے o

وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ اور کہتے ہیں کہ اُن پر اُن کے پروردگار کے پاس
رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی۔ کہہ دو کہ
يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا اللہ نشانی اُتارنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ نہیں
يَعْلَمُوْنَo 6/37 جانتے o

ان آیات سے ثابت ہوا قرآنِ مجید کی آیات موجود تھیں جن کی کافر تکذیب کرتے تھے (6/33) کافر جس آیۃ کے نزول کا مطالبہ کرتے تھے وہ معجزات تھے (6/37) لیکن نبیؐ کو معجزات نہیں ملے (6/35)

9 = اللہ تعالیٰ نے معجزات بھیجنے کیوں بند کیئے؟

سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 17/59 میں فرمایا:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اور ہم نے نشانیاں (معجزات) بھیجنی اس لئے
اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَيْنَا موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب
ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا کی تھی اور ہم نے ثمود کو اونٹنی (نبوتِ صالح کی کھلی)
ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا نشانی دی تو اُنہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو
o (17/59) نشانیاں بھیجا کرتے ہیں تو ڈرانے کو o

اس آیت میں معجزات بند کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ پہلے معجزات بھیجنے کے

باوجود انبیاء کا انکار ہوتا رہا۔اور ان معجزات میں بطور مثال قوم ثمود کی طرف آنے والی اونٹنی کا ذکر کیا گیا ہے۔

10 = عصائے موسیٰ

کا معجزہ قرآن مجید کی روشنی میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونی تسلّط سے بچتے ہوئے قومِ مدین میں چلے گئے تو آپ نے دیکھا کہ قومِ مدین کے پانی کے مقام کے پاس لوگ اپنے اپنے چارپایوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ دو عورتیں (اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں جو اس وقت تک اُنہیں پانی نہیں پلا سکتی تھیں جب تک چرواہے (اپنے چارپایوں کو) لے نہ جائیں ان کے والد بڑھاپے کی وجہ سے بکریاں چرانے کے قابل نہ تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کی بکریوں کو پانی پلا دیا اور خود سائے میں جا کر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ o 28/24 اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے o

اتنے میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اُنہیں پانی پلانے کی اُجرت دینے کے لئے بلایا آپ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس گئے تو اُن کی ایک صاحبزادی نے اپنے باپ سے سفارش کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملازم رکھ لیں جو صحت منداور امانت دار بھی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشکش قبول کر لی اور ملازمت کے معاہدے کی مدّت پوری کر کے اپنی قوم کی طرف چل دیئے۔ راستے میں آپ نے کوہِ طور کی طرف سے آگ دیکھی۔ آپؑ آگ کے قریب گئے تو درخت سے آواز آئی (28/29)

(1) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نبوت کے لئے انتخاب

سورۃ طٰہٰ آیات 16-20/11

فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ۞	جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ o
اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ج	میں تمہارا رب ہوں تو اپنی جوتیاں اُتار دو تم
اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۞	(یہاں) مقدّس وادیٔ طوٰی میں ہو o
وَ اَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا	اور میں نے تم کو منتخب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے
یُوْحٰی o	اُسے سُنو o
اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا	بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی الہٰ نہیں تو
فَاعْبُدْنِیْ لا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ	میری عبادت کیا کرو اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا
لِذِکْرِیْ o	کرو o
اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْهَا	قیامت یقیناً آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس
لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی	(کے وقت) کو پوشیدہ رکھوں تا کہ ہر شخص جو کوشش
o	کرے اس کا بدلہ پائے o
فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ	تو جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی o	کے پیچھے چلتا ہے (کہیں) تم کو اس (کے یقین)
20/11-16	سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک
	ہو جاؤ گے o

(2) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے وقت دو معجزات دیئے گئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ طویٰ میں جب نبوت ملی تو وہیں آپؑ کو فرعون کے دربار میں بھیجنے کے لئے ''عصاءِ موسیٰ اور یدِ بیضا'' کے دو معجزات دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ 20/17-18

وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی o	اور اے موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ o
قَالَ هِیَ عَصَایَ ج اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا	اُنہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں سہارا لگاتا
وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا	ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا

مَاٰرِبُ اُخْرٰی o 20/17-18 ہوں اور اس میں میرے اور بھی کئی فائدے ہیں o

مذکورہ بالا آیت میں عصا سے مراد صرف لاٹھی ہے کیونکہ اسی عصا سے آپ سہارا لیتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کے لئے پتے بھی جھاڑتے تھے۔ یہاں عصا سے مراد دلیل یا وحی لینا خلافِ قرآن ہے کیونکہ یہ وہ عصا ہے جس کا آپ نے کام بھی بتا دیا ہے تاکہ کوئی معجزات کا انکار کرنے والا اس کا مطلب نہ بدل سکے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى o فرمایا کہ اے موسیٰ اسے ڈال دو o

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَيَّةٌ تَسْعٰى o تو اُنہوں نے اس کو ڈال دیا اور وہ ناگہاں 20/19-20 سانپ بن کر دوڑنے لگا o

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ط 28/31 سانپ ہے تو (موسیٰؑ) پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا o

اس کا مطلب لاٹھی میں ایک ایسی تبدیلی آئی جسے دیکھ کر موسیٰؑ ڈر کر بھاگ گئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:۔

يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ قف اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ o 27/10 اے موسیٰ ڈرو مت۔ ہمارے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے o

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقف سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى o 20/11-21 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرنا مت ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے o

اس کا مطلب جو اس میں تبدیلی آئی وہ "سیرتِ اُخریٰ" تھی اور سیرتِ اُخریٰ ایک ایسی تبدیلی تھی جس سے حضرت موسیٰؑ ڈر گئے لہٰذا سیرتِ اولیٰ اور سیرتِ اُخریٰ میں جو فرق سامنے آیا وہ یہ ہے

سیرتِ اولیٰ	سیرتِ اُخریٰ
لاٹھی بے جان جس سے موسیٰؑ ٹیک لگانے اور بکریوں کے لئے پتے جھاڑنے کا کام لیتے تھے۔	حَیَّةٌ تَسۡعٰی دوڑتا ہوا سانپ۔ تَھۡتَزُّ کَاَنَّھَا جَآنٌّ ۔سانپ کی طرح حرکت کرنے لگا۔اور موسیٰؑ ڈر کر بھاگ گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسرا معجزہ دینے کے لئے فرمایا:۔

وَ اَدۡخِلۡ یَدَکَ فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ قف 27/12 اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو بے عیب سفید نکلے گاo

یہ دونوں معجزات دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

...... فِیۡ تِسۡعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ قَوۡمِهٖ ط اِنَّھُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ o 27/12 ......(ان دو آیات (معجزات) کے ساتھ جو) نو آیات (معجزات) میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم کے پاس (جاؤ) کہ وہ بدکردار لوگ ہیںo

اسی کے بارے قرآنِ مجید میں دوسری جگہ یہ الفاظ آئے ہیں۔

......فَذٰنِکَ بُرۡھَانٰنِ مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ ط اِنَّھُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ o 28/32 ...... یہ دو برہان (معجزے) تمہارے رب کی طرف سے ہیں (ان کے ساتھ) فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس (جاؤ) کہ وہ نافرمان لوگ ہیںo

اللہ تعالیٰ نے اِنہی دو نشانیوں کو آیات بھی کہا ہے اور برہانان بھی فرمایا ہے۔ یہ دو نشانیاں دے کر اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجتا ہے جو موسیٰؑ کی نبوت کی صداقت کی دلیل تھیں۔اس کا مطلب اُن نشانیوں کی ریہرسل جیسے یہاں ہوئی اسی کا اعادہ فرعون کے دربار میں ہوگا۔جیسے عصا کی یہاں سیرتِ اولیٰ سیرتِ اخریٰ میں تبدیل ہوئی وہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔عصا جو وادیٔ طویٰ میں سانپ بن گیا تھا اگر فرعون کے دربار میں سانپ بنے گا تو اس میں اس تبدیلی کا انکار نہیں کر سکتے۔

(3) فرعون کے پاس جانے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سرکش فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے شرح صدر، کام میں آسانی اور زبان کی لکنت دُور کرنے کی دُعا کی ۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی وزیر کی حیثیت سے اپنے ہمراہ بھیجنے کی فرمائش کرتے ہیں 20/24-32

(4) حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی فرعون کو نصیحت

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ	تو دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمام جہان کے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں o
اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ 26/16-17	(اور اس لئے آئے ہیں) کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں o
...... وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى o	اور اُنہیں عذاب نہ کیجئے ۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو o
اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى o (20/47-48)	ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے اس کے لئے عذاب (تیار) ہے o

(5) فرعون کی طرف سے اعتراض اور اس کا جواب

فرعون حضرت موسیٰؑ پر احسان جتلاتے ہوئے کہنے لگا:۔ 26/18-22

قَالَ اَلَمۡ نُرَبِّکَ فِیۡنَا وَلِیۡدًا وَّلَبِثۡتَ فِیۡنَا مِنۡ عُمُرِکَ سِنِیۡنَ ۙ (فرعون نے موسیٰ سے) کہا کیا ہم نے تم کو کہ ابھی بچے تھے پرورش نہیں کیا اور تم نے برسوں ہمارے ہاں عمر بسر (نہیں) کی؟o

وَ فَعَلۡتَ فَعۡلَتَکَ الَّتِیۡ فَعَلۡتَ وَ اَنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ o اور تم نے ایک اور کام کیا تھا جو کیا تم ناشکرے معلوم ہوتے ہوo

قَالَ فَعَلۡتُہَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ؕ (موسیٰ نے) کہا کہ (ہاں) وہ حرکت مجھ سے ناگہاں سرزد ہوئی تھی اور میں خطا کاروں میں تھاo

فَفَرَرۡتُ مِنۡکُمۡ لَمَّا خِفۡتُکُمۡ فَوَہَبَ لِیۡ رَبِّیۡ حُکۡمًا وَّ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ o تو جب مجھے تم سے ڈر لگا تو تم میں سے بھاگ گیا۔ پھر اللہ نے مجھ کو نبوت و علم بخشا اور مجھے پیغمبروں میں سے کیاo

حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا

وَ تِلۡکَ نِعۡمَۃٌ تَمُنُّہَا عَلَیَّ اَنۡ عَبَّدۡتَّ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ o اور (کیا) یہی احسان ہے جو آپ مجھ پر رکھتے ہیں کہ آپ نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہےo

26/18-22

فرعون جو خود کو اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی (79/24) کہتا تھا حضرت موسیٰؑ کے رب پر اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا 26/23-28

قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَمَا رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ فرعون نے کہا کہ تمام جہان کا مالک کیا؟

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ o (موسیٰؑ نے) کہا کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہوo

قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَہٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ o فرعون نے اپنے اہالی موالی سے کہا کہ کیا تم سنتے نہیں؟

قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ o 26-26/23 (موسیٰؑ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا مالک o

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ط اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ o 26/28 (موسیٰ نے) کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو o

(6) دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں فرعون نے آپؑ کو قید کرنے کی دھمکی دی

جب فرعون دلائل سے بات نہ کر سکا تو وہ ذاتیات پر اُتر آیا۔ حضرت موسیٰؑ کے بارے مجنون کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہنے لگا

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ o 26/27 (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے مجنون ہے o

اس کے بعد اس نے حضرت موسیٰؑ کو اپنی الوہیت کے انکار پر قید کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ o 26/29 (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دوں گا o

(7) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے معجزات کی پیشکش

فرعون نے اپنی الوہیت کے انکار پر حضرت موسیٰؑ کو قید کرنے کی دھمکی دی تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ o 26/30 کہا خواہ میں آپ کے پاس روشن چیز (شَیْءٍ مُّبِیْنٍ) لاؤں o

شَیْءٍ مُّبِیْنٍ کا اشارہ معجزات (عصائے موسیٰؑ اور ید بیضا) کی طرف ہے

یہاں شَیْءٍ مُّبِیْنٍ سے مراد دلائل نہیں لیا جا سکتا اس لئے کہ آپ فرعون کو دعوت دیتے ہوئے دلائل دے چکے ہیں۔ ان کے جواب میں فرعون نے جو اعتراض کئے تھے آپ نے

اُن کا بھی جواب دے دیا تھا۔ لہٰذا دوبارہ فرعون کو یہی کہنا کہ میں دلائل دوں درست نہیں بلکہ اس سے مراد معجزات ہیں۔ اس پر فرعون نے جواب دیا:۔

قَالَ اِنۡ كُنۡتَ جِئۡتَ بِاٰيَةٍ فَاۡتِ بِهَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ o 7/106 — فرعون نے کہا کہ اگر تم نشانی (آیت) لے کر آئے ہو تو اگر سچے ہو تو لا ؤ دکھا ؤ o

اس کے بعد حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے وہی دو معجزات (آیات) پیش کئے جنہیں دے کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ...... فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ (28/32)

فَاَلۡقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ o ۚ ۖ — موسیٰ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈالدی تو وہ اسی وقت صریح اژدھا (ہو گیا) o

وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ o 7/107-108 — اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق (تھا) o

(8) فرعون نے معجزات کو جادو اور رسولوں کو جادوگر قرار دیا

سورۃ النمل کی آیت نمبر 27/13 میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ o (27/13) جب ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں کہنے لگے یہ صریح جادو ہے o اس آیت میں ان نشانیوں کو اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً فرمایا گیا ہے۔ مبصرہ کا تعلق دیکھنے سے ہوتا ہے۔ یہاں پھر اشارہ معجزات کی طرف ہے۔

دوسرا فرعون نے دلائل کو نہیں معجزات کو سِحۡرٌ مُّبِيۡن صریح جادو قرار دیا۔ دلائل سے فرعون لاجواب ہو گیا تھا اور اس نے آپؑ کو قید کرنے کی دھمکی دی تھی معجزات دیکھ کر اس نے اُنہیں سِحۡرٌ مُّبِيۡن قرار دیا۔

دعوت و تبلیغ کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعونی جادوگروں کے ساتھ مقابلہ ہوا تو فرعونیوں نے آپ دونوں کو اس وقت جادوگر کہا پہلے نہیں۔ مثلاً دیکھئے آیت سورۃ طٰہٰ 20/63

قَالُوْا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدَانِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا...... کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں......

(9) حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں کے ساتھ مقابلہ

فرعون نے معجزات کو جادو قرار دے کر شہر سے ماہر جادوگروں (ساحرین) کو اکٹھا کیا تا کہ اُنہیں حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں لایا جا سکے۔ حضرت موسیٰؑ نے جادوگروں کو ڈرایا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء نہ کریں وگرنہ ایسا کرنے پر اُنہیں عذاب ہوگا۔

مقابلہ شروع ہوا جادوگروں نے رسّیاں اور لاٹھیاں ڈالیں۔

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ عِصِيَّهُمْ وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ o26/44 تو انہوں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ o7/116 جب اُنہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسّیوں کے سانپ بنا بنا کر) اُنہیں ڈرا ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایاo

اس کا مطلب ان کے جادو کا تعلق دیکھنے سے تھا اور اگر معجزات کے منکر حضرات کی تاویل کے مطابق یہ دلائل تھے تو یہاں یہ فرمانے کا کیا مطلب کہ سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا ڈرا دیا۔

سورۃ طٰہٰ میں ہے

...... فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى o 20/66 ......تو ناگہاں ان کی رسّیاں اور لاٹھیاں موسیٰؑ کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں اِدھر اُدھر) دوڑ رہی ہیںo

قرآنِ مجید کی آیت کے ان الفاظ پر دوبارہ غور کیجئے۔ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ان کے سحر کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ کو ایسا خیال ہوا کہ جیسے وہ رسّیاں اور لاٹھیاں دَوڑ رہی ہیں۔ یہ تھا فرعونی جادوگروں کا جادو۔

(10) حضرت موسیٰؑ کے معجزے نے جادوگری کا خاتمہ کر دیا

فرعونی جادوگروں کا جادو دیکھ کر حضرت موسیٰؑ خوفزدہ ہو گئے دیکھئے آیات 20/67-69

فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی 20/67 o	(اُس وقت) موسیٰ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیاo
قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی 20/68 o	ہم نے کہا خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی غالب ہوo
وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی o 20/69	اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ اُنہوں نے بنایا ہے اُس کو نگل جائے گی۔ جو کچھ اُنہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گاo
فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ o 26/45	پھر موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ ان چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھیں نگلنے لگی۔
فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o 7/118	(پھر) تو حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ فرعونی کرتے تھے باطل ہو گیاo
فَغُلِبُوْا هُنَالِکَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ o 7/119	اور وہ مغلوب ہوگئے اور ذلیل ہوکر رہ گئےo

(11) معجزہ حق اور جادوگری باطل ثابت ہوئی

حق کے معانی ہیں کسی چیز کا اس طرح ثابت ہو جانا کہ جس کا انکار نہ کیا جا سکے۔ یعنی کسی چیز کا ٹھوس شکل میں سامنے آ جانا۔ اور باطل عدم اثبات و زائل ہونے کو کہتے ہیں۔ چونکہ معجزہ جادو نہیں تھا اس لئے اس نے اپنے مقابلے میں آنے والی قوت کو ختم کر کے اپنا اثبات ثابت کر دیا۔ اگر جادوگروں کی رسّیوں اور لاٹھیوں کی طرح عصاءِ موسیٰ بھی اسی طرح حرکت کرتا رہتا تو معجزے کا حق ہونا ثابت نہ ہوتا۔ یہی چیز تھی جس کی وجہ سے جادوگر حق کو حق جان کر اس پر (اور حضرت موسیٰؑ پر) ایمان لے آئے۔

جادوگر اپنے فن کے ماہر تھے اُنہوں نے موسیٰؑ کے معجزے اور اپنے فنِ جادوگری میں واضح فرق محسوس کیا۔ فرعون کی طرح انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو بڑا جادوگر نہیں کہا۔ اگر وہ حضرت موسیٰؑ کو اپنے فیلڈ میں بڑا جادوگر سمجھتے تو اپنے فن سے تائب نہ ہوتے بلکہ حضرت موسیٰؑ کے شاگرد بن کر ان سے مزید جادو سیکھتے۔ بلکہ اُنہوں نے معجزے کو حق جانا اور جادوگری کو باطل سمجھ کر چھوڑ دیا اور موسیٰؑ و ہارونؑ پر ایمان لے آئے۔

جادوگروں نے جو رسّیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اس کے بارے الفاظ ہیں

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ (7/116)

يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (20/66)

جادوگروں کے سحر کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ط (20/69)

ان آیات سے جادوگروں کے جادو کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے جادوگروں نے جادو سے لوگوں کی نظروں کو دھوکہ دیا اور ان کے خیال میں تبدیلی کا احساس پیدا کر کے اُنہیں ڈرا دیا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کے ہتھکنڈے فرمایا اور آگے یہ بھی فرما دیا **وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى** اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا اور حضرت موسیٰؑ کا بذریعہ معجزہ جادوگروں پر غلبہ پا کر اُنہیں تائب ہونے پر مجبور کرنا ہی اُن

کے جادوگر نہ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

(12) جادوگر معجزات پر ایمان لے آئے اور فرعون اپنی ضِد پر اَڑا رہا

وَ اُلۡقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیۡنَ ۚۖ اور (یہ کیفیت دیکھ کر) جادوگر سجدے میں گر پڑے o
قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙۚ (اور) کہنے لگے کہ ہم جہان کے پروردگار پر ایمان لائے o
رَبِّ مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ o (یعنی) موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر o
7/120-122

قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَهٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَکُمۡ ؕ اِنَّهٗ لَکَبِیۡرُکُمُ الَّذِیۡ عَلَّمَکُمُ السِّحۡرَ ۚ ...... (فرعون) بولا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک وہ تمہارا بڑا (یعنی استاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے......o
20/71

سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانبِ) خلاف سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سُولی چڑھوا دوں گا اس وقت تم کو معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے o (20/71)

قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیۡ فَطَرَنَا فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقۡضِیۡ هٰذِهِ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا ؕۚ (20/72) اُنہوں نے کہا کہ جو دلائل ہمارے پاس آ گئے ہیں اُن پر اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اُس پر ہم آپ کو ترجیح نہیں دیں گے۔ تو آپ کو جو حکم دینا ہو دے دیجئے اور آپ (جو) حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں (دے سکتے ہیں) o

اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغۡفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَکۡرَهۡتَنَا عَلَیۡهِ مِنَ السِّحۡرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی o ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور (اُسے بھی) جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور اللہ بہتر اور

(20/73) باقی رہنے والا ہے o

ایمان لانے والے جادوگروں نے اپنے فن کو جادو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کو بیّنات کہا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگ رہے ہیں جو فرعون نے زبردستی ان سے حضرت موسیٰ؈ کے مقابلے میں جادو کرایا گویا کہ اُنہیں حق کا جادو کے ذریعے مقابلہ کرنے پر سخت ملامت ہوئی۔ اور پھر اگر نعوذ باللہ جادوگر حضرت موسیٰ؈ کو بڑا جادوگر سمجھتے تو اپنے فن سے تائب نہ ہوتے بلکہ ایسی صورت میں مزید جادو سیکھنے کا پروگرام بناتے لیکن اُنہوں نے اپنے فن کو ہی باطل قرار دے دیا اور ربِ موسیٰ و ہارون پر ایمان لے آئے۔

اگر کوئی ایسے واضح دلائل کے باوجود اپنی ضِد پر اَڑا رہے، معجزات کو جادو اور نعوذ باللہ حضرت موسیٰ؈ کو جادوگر کہتا رہے تو ضد کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ جادوگر جنہیں فرعون جادو کا فن دکھانے کے لئے لایا تھا اُنہوں نے مقابلے کے بعد اپنے فن اور عصائے موسیٰ؈ کے معجزے کے بارے کیا رائے قائم کی۔ جب اُنہوں نے اپنے فن کو باطل اور حضرت موسیٰ؈ کے معجزات کو برحق کہا اور اس پر ایمان لے آئے تو فرعون کے انکار کو ایک ضدی کافر کی ضد سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔

☆ پرویزؔ صاحب اپنی ہی تحریر کی زد میں

11= پرویزؔ صاحب فرعونی جادوگروں کے جادو کو مانتے تھے؟

پرویزؔ صاحب س۔ح۔ر= سحر کی تشریح کرتے ہوئے لغات القرآن میں لکھتے ہیں۔

''سِحرٌ (جادو) کا مفہوم لینے سے ایک اہم چیز سامنے آتی ہے۔ قرآنِ کریم نے کہا ہے کہ ان جادوگروں نے سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ (7/116)۔ لوگوں کی آنکھوں کو دھوکا دیا۔ یعنی وہ رسّیاں سچ مچ چلنے نہیں لگ

گئی تھیں۔اُنہوں نے (ہاتھوں کے کرتب یا نفسیاتی قوت سے) ایسا کیا کہ لوگوں کو ایسا محسوس ہوا گویا وہ رسّیاں چل رہی ہیں۔ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی o (20/66) ۔''موسیٰؑ کو ایسا خیال ہوا گویا وہ دَوڑ رہی ہیں''۔ یعنی سحر سے صرف دیکھنے والے کی قوتِ متخیّلہ اثر پذیر ہوتی ہے۔وہ چیزیں فی الواقعہ ایسی نہیں بن جاتیں۔ساحر دیکھنے والے کی قوتِ متخیّلہ کو متاثر کر دیتا ہے ، اور بس ہمارے زمانے میں نفسیات (Psychology) کی تحقیقات نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ یہ سب انسان کی قوتِ متخیّلہ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ غور کیجئے کہ قرآنِ کریم نے آج سے کتنا عرصہ پہلے اس حقیقت کو واشگاف کیا تھا''۔(نیز دیکھئے عنوان خ۔ی۔ل) (صفحہ 857 لغات القرآن)

پرویزؔ صاحب سحر کی مزید وضاحت خ۔ی۔ل کے مادے پر بحث کرتے ہوئے اپنی لغات القرآن میں لکھتے ہیں:۔

''سورۃ طٰہٰ میں ساحرین دربارِ فرعون کے متعلق ہے کہ اُنہوں نے رسّیوں کو پھینکا تو یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی o (20/66) ''ان کی نگاہ بندی کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ کے ذہن میں ایسا خیال پیدا ہوا گویا وہ دَوڑ رہی ہیں''۔یعنی وہ درحقیقت دَوڑ نہیں رہی تھیں لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ متحرک ہیں۔آپ غور کیجئے کہ قرآن نے سحر (Magic) کے متعلق کتنی بڑی حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔اس نے کہا یہ ہے کہ سحر کے زور سے اشیاء کی ماہیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔صرف دیکھنے والے کے خیال میں تبدیلی واقع ہوتی ہے جس سے اسے وہ اشیاء ایسی نظر آنے لگ جاتی ہیں، یعنی اس کا اثر محض نفسیاتی ہوتا ہے۔

لیکن یہ مفہوم اسی صورت میں لیا جائے گا جب دربارِ فرعون کے منتریوں

کی ''رسّیوں اور لاٹھیوں'' کو حقیقی معنوں میں لیا جائے۔ اگر اُن کے مجازی معنی لئے جائیں تو پھر مطلب اور ہوگا۔ (لغات القرآن صفحہ 630)

تبویب القرآن میں پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

''قرآنِ مجید کی رُو سے سحر (جادو) کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ نفسیاتی طور پر دوسروں کی قوتِ متخیّلہ کو متاثر کر دیا جاتا ہے (20/66)

''ساحرین نے جو کچھ کیا فریبِ نگاہ تھا'' (20/66, 7/116) (تبویب القرآن صفحہ 877)

یہاں پرویز صاحب نے جادو کے ثبوت میں حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ سے حقیقی معانی (رسّیاں اور لاٹھیاں) مراد لئے ہیں اس کا مطلب آیات کے حقیقی معانی صحیح ہیں اور اگر ہم بھی معجزات والی آیات کے حقیقی معانی لے کر اُن سے معجزات ثابت کریں تو اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پرویز صاحب اپنے قارئین کو آیات کے حقیقی معانی کسی بھی باترجمہ قرآن سے لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ مذکورہ بالا تحریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پرویز صاحب جادو کے ذریعے نگاہ بندی اور قوتِ متخیّلہ کے متاثر ہونے کے بھی قائل ہیں۔

12 = کیا پرویز صاحب فرعونی جادوگروں کے جادو کو نہیں مانتے تھے؟

سحر کے ثبوت میں جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ پرویز صاحب نے فرعونی جادوگروں کے متعلق اِنہی دو آیات (7/116,20/66) کے حوالے سے جادو ثابت کیا ہے جہاں اُنہوں نے حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ سے مراد رسّیاں اور لاٹھیاں لیا ہے۔ اس کے علاوہ جادو کے ذریعے نگاہ بندی اور قوتِ متخیّلہ کے متاثر ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن پرویز صاحب اِنہی آیات کا جب مجازی مفہوم لیتے ہیں تو اِن آیات میں جادوگری کا شائبہ تک

نہیں ہونے دیتے اور مفہوم یکسر بدل دیتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے پرویزؔ صاحب سورۃ اعراف کی آیت(7/116) کا مفہوم کیا لکھتے ہیں۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْآ اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَاءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ o(7/116)

جب اُنہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسّیوں کے سانپ بنا بنا کر) اُنہیں ڈرا ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایا o

(پرویزؔ صاحب کا مجازی مفہوم):۔

سو جب اُنہوں نے اپنے مسلک کو پیش کیا' تو اُن کی سحر بیانی کی چمک نے لوگوں کی نگاہوں میں خیرگی پیدا کر دی۔ اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے لوگوں کو اس سے بھی ڈرایا (کہ تم نے فرعون کی مخالفت کی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا ؟) اور اس طرح اُنہوں نے بہت بڑے مکر و فریب کا جال بچھا کر رکھ دیا۔
(مفہوم القرآن)

سورۃ طٰہٰ کی آیت 20/66 کا مجازی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عَصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى o 20/66

(مجازی مفہوم) چنانچہ اُنہوں نے (حبل اللہ۔ دینِ خداوندی) کے مقابلہ میں اپنا مذہب (حبل) اور موسیٰؑ کے دعاوی کی تردید میں اپنے دعاوی پیش کیے۔ ان کا اندازِ بیان اس قدر سحر انگیز تھا کہ موسیٰؑ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں اُن کے دلائل' (محض لفاظی کے زور پر) مؤثر نہ ہو جائیں اور اس طرح وہ کامیاب نہ ہو جائیں۔ (مفہوم القرآن)

مذکورہ بالا قرآنِ مجید کی آیات وہی ہیں جن سے پرویزؔ صاحب نے سحر یا جادو ثابت کیا ہے لیکن یہاں جو مفہوم بیان کیا ہے اس میں رسّیوں اور لاٹھیوں کو اپنے خودساختہ مجازی مفہوم کے ذریعے مسلک، مذہب یا دعاوی بنا دیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ اِنہی آیات سے

وہ جادو ثابت کر چکے ہیں۔ اگر رسّیوں اور لاٹھیوں سے مراد مسلک، مذہب یا دعاوی لے لئے جائیں تو اس سے جادو یا سحر کی نفی ہو جاتی ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کیا سمجھیں پرویز صاحب فرعونی جادوگروں کا جادو مانتے تھے یا نہیں؟ اگر مانتے تھے تو اس کے ثبوت میں قرآنی دلیل کیا ہوگی؟ اگر پرویز صاحب یہی دلائل دوبارہ پیش کرتے ہیں تو اس کا مطلب اُن کا سحر کے انکار میں مجازی مفہوم غلط ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جب مذکورہ بالا آیات سے جادو مراد لیا جائے گا تو مقابلے میں حضرت موسیٰؑ کے بھی دلائل نہیں ہوں گے بلکہ جادو کے مقابلے میں معجزہ ثابت ہوگا۔ اور اگر جادوگروں کی رسّیوں اور لاٹھیوں کو مسلک یا مذہب سمجھنا ہے تو اس سے مدِّ مقابل حضرت موسیٰؑ کا بھی عصا لاٹھی نہیں بلکہ اُن کا بھی مذہب یا مسلک ہی ماننا پڑے گا۔ لہٰذا لغات القرآن میں پرویز صاحب کی تحقیق کے وہ پہلو جہاں آپ اِن آیات سے جادو یا سحر ثابت کرتے ہیں اُن کے ساتھ یہ بھی لکھ دینا چاہئے کہ اس پہلو سے پرویز صاحب معجزات کو بھی مانتے تھے۔

13 = پرویز صاحب معجزات کو مانتے تھے؟

پرویز صاحب معجزات کو مانتے تھے، یہ پرویز صاحب کی تحریروں سے ثابت ہے مثلاً

(1) پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ انسانیت کے عہدِ طفولیت میں معجزات ہوتے تھے۔ اس کے لئے دیکھئے بطور حوالہ پرویز صاحب کی کتاب ''قتلِ مرتد'' صفحہ 8-7 جہاں آپ لکھتے ہیں۔

''حقیقت یہ ہے کہ اس باب میں قرآن نے ایک ایسی نہجِ زندگی پیش کی ہے جو انسانیت کی تاریخ میں سنگِ میل (LAND MARK) کا حکم رکھتی ہے۔
وہ کہتا ہے کہ جب ذہنِ انسانی عہدِ طفولیت میں تھا تو اس وقت ایسے مواقع

بھی آ جاتے تھے جب اسے ورطۂ حیرت میں ڈال کر سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کی جاتی تھی۔یعنی خوارقِ عادت (یا معجزات) کی رُو سے ذہن پر اثر ڈال کر بات منوانے کی کوشش۔لیکن اس نے کہا کہ اب انسان اپنے عہدِ شعور میں آ پہنچا ہے اس لئے اب معجزات کے ذریعے سے اس سے بات نہیں منوائی جائے گی۔اب ہر بات دلیل و برہان اور بصیرت وفراست کی رُو سے تسلیم کرائی جائے گی۔چنانچہ نبی اکرمؐ سے ارشاد ہے کہ

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ o اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُھُمۡ لَھَا خَاضِعِیۡنَ o (26/3-4)

تو تُو شاید اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔(اگر ہم چاہتے کہ یہ زبردستی ایمان لے آئیں تو ہمارے لئے یہ کونسا مشکل کام تھا کہ) ہم آسمان سے ایک نشان نازل کر دیتے تو اس کے سامنے ان سب کی گردنیں جھک جاتیں۔

لیکن یہ ذہنی استکراہ ہو جاتا۔اس لئے قرآن نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ نبی اکرمؐ کو کوئی حسّی معجزہ نہیں دیا گیا۔اب معجزات کا دَور ختم ہو گیا۔ اب ہر دعوے کا ثبوت، دلائل و براہین سے پیش کیا جائے گا۔اب دعوتِ الی اللہ علیٰ وجہ البصیرت ہوگی۔

قُلۡ ھٰذِہٖ سَبِیۡلِیۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ ۟ قف عَلٰی بَصِیۡرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیۡ ؕ (12/108)

ان سے کہہ دو کہ یہ ہے میرا راستہ۔میں اور میرے متبعین علیٰ وجہ البصیرت اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں‘‘

پرویز صاحب کی اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبیؐ کے دَور سے پہلے انسانیت کے عہدِ طفولیت میں معجزات کے قائل تھے۔اس کے بعد جب انسان اپنے عہدِ شعور میں آ

پہنچا تو معجزات کا دَور بھی ختم ہو گیا۔اگر پرویز صاحب اسی کے قائل ہیں تو چاہئے تھا کہ وہ نبیؐ کے دَور سے پہلے کے معجزات کو مانتے رہتے اور اُن کا انکار نہ کرتے۔لیکن اس تصدیق کے باوجود پرویز صاحب معجزات والی آیات کا مجازی مفہوم لے کر اُن کا انکار بھی کرتے ہیں۔

(2) پرویز صاحب حقیقی مفہوم کو صحیح سمجھتے ہیں جس سے معجزات ثابت ہیں۔

پرویز صاحب آیات کے حقیقی اور مجازی دونوں مفہوموں کے قائل ہیں۔جبکہ حقیقی مفہوم سے معجزات ثابت ہوتے ہیں۔پرویز صاحب حضرت موسیٰؑ کے معجزات کا مجازی مفہوم لے کر مفہوم القرآن میں صفحہ 366 پر حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

''یہ ان الفاظ (عصا . ثعبان مبین . ید بیضا) کے مجازی معنی ہیں جنہیں ہمارے نزدیک ''استعارۃً'' استعمال کیا گیا ہے ویسے عصا کے حقیقی معنی لاٹھی، ثعبان مبین کے معنی نمایاں اژدھا، اور یدِ بیضا کے معنی سفید چمکیلا ہاتھ ہیں''۔(مفہوم القرآن ص366)

اس کے علاوہ پرویز صاحب نے جگہ جگہ یہ فُٹ نوٹ بھی دے رکھا ہے

''یہ اِن الفاظ کا مجازی مفہوم ہے جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ اِن الفاظ کے معانی کسی باترجمہ قرآن مجید سے دیکھ لیں۔''

(مفہوم القرآن صفحہ 706, 712-713)

اس کا مطلب پرویز صاحب معجزات والی آیات کے حقیقی معانی کی صحت کا انکار نہیں کرتے جن سے معجزات ثابت ہوتے ہیں۔ان کے نزدیک اصل معاملہ ترجیح دینے کا ہے۔اگر کوئی حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہے تو ان کے نزدیک وہ بھی صحیح ہیں۔پرویز صاحب خود بھی عصا کا حقیقی مطلب لاٹھی اور ثعبان مبین کا مطلب نمایاں اژدھا اور یدِ بیضا کا مطلب سفید چمکیلا ہاتھ ہی کرتے ہیں۔لہٰذا پرویز صاحب کی فکر سے اس طرح بھی معجزات ثابت ہوتے ہیں کہ قرآنِ مجید کے جن حقیقی معانی کو پرویز صاحب درست سمجھتے ہیں ان

سے معجزات ثابت ہو جاتے ہیں۔ پرویزؔ صاحب اگر حقیقی معانی کو درست نہ سمجھتے تو قارئین کو حقیقی معانی کسی بھی با ترجمہ قرآن سے لینے کی اجازت نہ دیتے۔

14 = پرویزؔ صاحب معجزات کو نہیں مانتے تھے؟

پرویزؔ صاحب کے بقول اگر انسانیت کے عہدِ طفولیت میں معجزات تھے تو اُنہیں اُن معجزات کو ماننا چاہیئے لیکن پرویزؔ صاحب اس اقرار کے باوجود ان معجزات کو نہیں مانتے بلکہ جہاں ان معجزات کا ذکر آتا ہے اُن کے مجازی معانی لے کر معجزات کا انکار کر دیتے ہیں مثلاً قرآنِ مجید کی آیت ہے۔

فَاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ o موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی تو وہ اُسی وقت صریح اژدھا (ہو گیا) o (7/107)

پرویزؔ صاحب اس آیت کا مفہوم بدل کر فَاَلْقٰی عَصَاهُ کے مجازی معانی ''قوانین و دلائل کو پیش کرنا لیتے ہیں۔ (مفہوم القرآن) آیت کا حقیقی مفہوم جس سے معجزات ثابت ہوتے ہیں اسے چھوڑ کر ایسا من گھڑت مجازی مفہوم لینا کہ جس سے معجزات ثابت نہ ہوں، معجزات کے انکار کے مترادف ہے۔ پرویزؔ صاحب کے مجازی مفہوم کے ذریعے معجزات کا انکار کرنے کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

15 = کیا سمجھے کہ پرویزؔ صاحب کیا مانتے تھے؟

جادو مانتے تھے یا نہیں مانتے تھے ؟

معجزات مانتے تھے یا نہیں مانتے تھے ؟

16 = کیا فکرِ پرویز ایک ناکام کیس ہے؟

ایک ایڈوکیٹ پرویز صاحب کے اس قسم کے اندرونی فکری ٹکراؤ کی مختلف مثالیں دے کر کہنے لگے ''فکرِ پرویز ایک ناکام کیس ہے'' کیونکہ اُن کی تحریروں میں ٹکراؤ ہے۔ اُن کی تحریریں اُنہی کے دلائل سے ردّ ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو فکرِ پرویز واقعی ایک ناکام کیس ثابت ہوتا ہے کیونکہ معجزات اور جادو کے بارے اُن کے تحریری تضادات آپ کے سامنے ہیں۔ تو پھر کیا سمجھنا چاہئے کہ کیا واقعی فکرِ پرویز ایک ناکام کیس ہے؟

17 = قرآنِ مجید میں انبیاءؑ کے واقعات انبیاءؑ کی تاریخ ہیں

مثلاً حضرت موسیٰ عیسیٰ وابراہیم علیہم السلام کے واقعات یا بنی اسرائیل قوم کے واقعات اُن کی تاریخ ہیں۔ چونکہ اُن کی یہ تاریخ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے جو وحی ہے اس لئے یہ بالکل صحیح تاریخ ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے

18 = تاریخ کا مجازی مفہوم نہیں ہوتا۔

کوئی واقعہ جس طرح پیش آیا ہو ویسا ہی رہتا ہے اس کا مجاز نہیں ہوتا۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کا بکریوں کو چرانے کے لئے استعمال کیا گیا عصا اگر لاٹھی کے معنوں میں آیا ہے جس سے آپ بکریوں کے لئے پتے جھاڑتے اور اس سے سہارا لیتے تھے۔ تو اس کا مجاز ''قانون'' نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس سے قرآنی آیات سے ثابت موسیٰؑ کے تاریخی واقعات کا انکار ہوتا ہے۔

19 = تاریخی واقعات کا مجازی مفہوم اُن کی تکذیب کے مترادف ہے

تاریخی واقعات کا مجازی مفہوم اُن کی تکذیب کے مترادف ہے کیونکہ تاریخی واقعات جس طرح پیش آئیں اُن واقعات کی حقیقی نمائندگی کرنے والے الفاظ ہی اُن کی تاریخ ہوتے ہیں وہ مجاز میں کسی اور طرح نہیں پیش آتے ۔ لہٰذا تاریخ کا مجازی مفہوم نہیں لیا جاسکتا تاریخ کا مجازی مفہوم لینا اُن واقعات کو بدلنے اور اُن کی تکذیب کرنے کے مترادف ہے۔

20 = تاریخ کے اصل الفاظ ہی اس کا مفہوم ہوتے ہیں

تاریخ کے اصل الفاظ ہی اس کا مفہوم ہوتے ہیں واقعات سے مجاز کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔کوئی واقعہ جیسے پیش آئے اس کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ واقعہ کی صحت متاثر نہ ہو اور پڑھنے والے کو تاریخ کے الفاظ میں واقعہ نظر آئے نہ کہ وہ اُن کا مجازی مفہوم لے کر اپنی مرضی کا مفہوم لیتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان کیا ہے اُن کے حقیقی معانی کو چھوڑ کر مجازی معانی مراد لینے کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ''بیان'' میں سقم تلاش کرنا ہے۔یعنی واقعہ مجاز میں تھا اور اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ الفاظ کوئی اور استعمال کردیئے ۔ اگر کسی میں مجاز تک پہنچنے کی صلاحیت نہ ہو تو اس کا مطلب وہ بیچارہ ظاہری الفاظ میں ہی الجھ کر رہ جائے گا۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ یہ فرمائے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ o (54/40) ہم نے قرآن کو سمجھنے والوں کے لئے آسان کردیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ لیکن ''حقیقت'' یہ ہو کہ قرآنی واقعات کا مفہوم مجاز میں ہو اور الفاظ کچھ

اور استعمال کئے جائیں۔ بات قوانین و دلائل کی ہو اور اللہ تعالیٰ الفاظ لاٹھیوں اور رسّیوں کے استعمال کرے یہ کیونکر ممکن ہے۔ کسی انسان کو ہم اتنا کمزور تاریخ دان نہیں مانتے جتنا نعوذ باللہ ہمارا اللہ تعالیٰ کے بارے ذہن ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان کرتا ہے تو ہم اس کے حقیقی معانی کو درست سمجھتے ہوئے بھی خود ساختہ مجازی مفہوم لیتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنے کے مترادف ہے۔

21 = مجازی مفہوم کی صحت کا معیار کیا ہوگا؟

پرویزؔ صاحب انسانیت کے دَورِ طفولیت میں معجزات کے قائل تھے جس سے معجزات ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پرویزؔ صاحب جو حقیقی مفہوم و معانی کو بھی درست سمجھتے ہیں اس سے بھی معجزات ثابت ہو جاتے ہیں اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ پرویزؔ صاحب جب معجزات والی آیات کا مجازی مفہوم لے کر معجزات کا انکار کرتے ہیں تو اس سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے۔ عصا ڈالنے (فَـاَلْـقٰـی عَصَـاهُ) کا مجازی مفہوم یا معانی ''قوانین و دلائل پیش کرنا''۔۔۔ کیا یہ حقیقی معانی، قرآن مجید میں مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحیح تاریخ کا انکار نہیں ہے؟

کیا حقیقی معانی کو چھوڑ کر مجازی مفہوم متعیّن کرنے کا کوئی معیار ہے؟

اس مجازی مفہوم کی صحت کو جانچنے کا کیا طریقۂ کار ہوگا؟

جو دل میں آیا اُسی کو مجازی مفہوم بنا لینے والے کو ہم کس بنیاد پر غلط کہیں گے۔ مثلاً پرویزؔ صاحب کے ''مجازی مفہوم'' اور اس کے الفاظ کا قرآن مجید کے اصل الفاظ اور اُن کے اصل (حقیقی) مفہوم سے موازنہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اُن کے مجازی مفہوم کی بنیاد کم از کم قرآنِ مجید کے الفاظ اور اُن کا سیاق و سباق نہیں ہے۔ اگر مجازی مفہوم کی بنیاد قرآن نہیں ہے تو اس شترِ بے مہاری کو لگام کس طرح دیں گے۔ جب پرویزؔ صاحب حقیقی معانی کو درست کہہ رہے ہیں تو وہ خود کو ان معانی کا پابند کیوں نہیں کرتے۔

22 = معجزات کے انکار کے لئے

پرؔویز صاحب کے ''حقیقی اقرار'' و ''مجازی انکار'' کی داستان

قرآنِ مجید کے حقیقی معانی و مفہوم سے معجزات ثابت ہوتے ہیں لیکن پرؔویز صاحب اس پر مجازی مفہوم کو ترجیح دیتے ہیں جس سے معجزات کا انکار ہوتا ہے۔ ذیل میں حقیقی معانی کے مقابلے میں پرؔویز صاحب کا مجازی مفہوم بھی نقل کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کو موازنہ کرنے میں آسانی ہو اور وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکیں کہ پرؔویز صاحب کی طرف سے مجازی مفہوم کو ترجیح دینے سے مقصود معجزات کے انکار کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پرؔویز صاحب آیات سے ایسا مجازی مفہوم لیتے ہیں جس کی قرآن مجید کے الفاظ قطعاً تصدیق نہیں کرتے۔ ہمارے یہ قرآنی فکر کے دوست روایات کو قرآن کی تشریح میں لانے والوں پر تو اعتراض کرتے ہیں کہ اُنہوں نے قرآن کو روایات کے ساتھ مجبور کر رکھا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ قرآن کے حقیقی الفاظ کے مقابلے میں مجازی مفہوم لانا بھی قرآن کو بدلنے اور اور قرآن کو اپنی خواہشِ نفس کے ساتھ مجبور کرنے کے مترادف ہے؟

پرؔویز صاحب آیات کے حقیقی مفہوم کو درست سمجھتے ہیں اسی لئے آپ مجازی مفہوم پر حقیقی مفہوم کو ترجیح دینے والوں کو یہ مفہوم کسی بھی باترجمہ قرآن سے پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ پرؔویز صاحب کا مجازی مفہوم وہ ہے جسے پرؔویز صاحب حقیقی مفہوم پر ترجیح دے کر معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ اب آپ فکرِ پرؔویز میں معجزات کے انکار کے لئے آیات کے حقیقی معانی کا مجازی مفہوم کے ذریعے انکار کی مختلف مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(1) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے لئے منتخب کرنے کے بعد فرمایا:۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ○ اور اے موسیٰ یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ 20/17

(مجازی مفہوم):۔ (چنانچہ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کو اس انقلابی پروگرام کے سلسلہ میں ہدایات واحکام دیئے گئے۔ اِن میں فریقِ مقابل کو روشن دلائل و براہین سے قائل کرنے کی ہدایات بھی تھیں، اور مقابلہ کے وقت، قوت اور سخت گیری سے کام لینے کے احکام بھی۔ جب یہ احکام دیئے جا چکے تو ندائے غیب نے کہا کہ) اے موسیٰؑ! تم ان احکام و ہدایات پر، قوت اور برکت، ہر دو نقاطِ نگاہ سے غور کرو اور بتاؤ کہ تم اُنہیں کیسا پاتے ہو؟

تبصرہ:۔ حقیقی معانی ہیں ''اے موسیٰؑ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟'' لیکن پرویز صاحب اس کا مجازی مفہوم لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت موسیٰؑ کو احکام و ہدایات دیں بعد میں اُن احکام و ہدایات کے بارے پوچھا کہ اے موسیٰؑ بتاؤ تم انہیں کیسا پاتے ہو۔

(2) جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے تو آپ نے جواب دیا:۔

قَالَ هِيَ عَصَايَ ج اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ○ (20/18)

انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کئی فائدے ہیں ○

(مجازی مفہوم):۔ موسیٰؑ نے عرض کیا۔ بارِالٰہا! یہ احکام کیا ہیں، میرے لئے تو سفرِ زندگی میں بہت بڑا سہارا ہیں۔ میں اب اُنہی کے آسرے سے چلوں گا اور ہر مشکل مقام پر انہیں مضبوطی سے تھامے رکھوں گا تا کہ میرا قدم کہیں نہ پھسلے۔ انہی کے ذریعے اب میں اپنے ریوڑ کو (یعنی بنی اسرائیل، جن کا گڈریا بنا کر تو مجھے بھیج رہا ہے) جھنجوڑوں گا اور اس طرح ان کے جمود و تعطّل کو مبدّل بہ حرکت و

عمل کر دوں گا۔ ان کے علاوہ زندگی کے دیگر معاملات کے متعلق، جو میرے
سامنے آئیں گے،ان سے بصیرت وراہنمائی حاصل کروں گا۔

(اس کے حاشیہ میں پرویز صاحب لکھتے ہیں ۔۔آیات نمبر 17 تا نمبر 22 میں الفاظ کے مجازی معانی لئے گئے ہیں۔ جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان کے معانی کسی ترجمۂ قرآن میں دیکھ لیں)

تبصرہ:۔ حقیقی مفہوم کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے پاس جو عصا تھا وہ آپؑ کے پاس پہلے ہی تھا اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا تھا۔ اس عصا کی خاصیت یہ تھی کہ اس سے آپ سہارا لیتے تھے اور جب آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتے تھے تو آپ اس عصا سے اُن کے لئے پتے بھی جھاڑتے تھے۔

اب آپ خود دیکھ لیں کہ پرویز صاحب نے مجازی مفہوم کی آڑ میں آیت کو کس طرح بدل کر اپنی خواہشِ نفس کے ساتھ مجبور کر دیا۔ عصا آپ کے پاس پہلے سے موجود تھا لیکن پرویز صاحب نے اُس کا مجازی مفہوم احکام و ہدایات لیا جو نبوت کے لئے آپ کو دی گئیں۔ آپ کو بنی اسرائیل کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا لیکن محض معجزات کے انکار کے لئے پرویز صاحب نے اپنے مجازی مفہوم میں حضرت موسیٰؑ کو گڈریا اور بنی اسرائیل کو بکریوں کا ریوڑ بنا دیا۔

(3) اللہ تعالیٰ نےحضرت موسیٰؑ کو عصا ڈالنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى o 20/19 فرمایا کہ اے موسیٰ اسے ڈال دو o

(مجازی مفہوم):۔ حکم ہوا کہ تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ اب تم اُنہیں لوگوں کے سامنے پیش کرو

تبصرہ:۔ حضرت موسیٰؑ کو عصا ڈالنے کا یہ حکم وادیٔ طویٰ میں ہی ملا تھا لیکن پرویز صاحب اپنے مجازی مفہوم کے مطابق کہتے ہیں کہ آپ کو دیئے گئے احکام و ہدایات لوگوں کے

سامنے پیش کرنے کا حکم تھا جب کہ وہاں آپ کے سوا کوئی آدمی نہیں تھا اور جیسا کہ آگے آرہا ہے آپ نے وہ عصا اسی میدان میں ڈالا تھا یہ معجزات دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا تھا کہ اب یہ ہدایات و معجزات لے کر فرعون کے پاس جاؤ اور اسے سمجھاؤ۔

(4) حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عصا زمین پر ڈال دیا

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی o 20/20 تو اُنہوں نے اس کو ڈال دیا اور وہ ناگہاں سانپ بن کر دوڑنے لگا o

(مجازی مفہوم):۔ اس کے بعد جب موسیٰؑ نے اس مہم پر غور کیا جس کے لئے اسے مامور کیا جا رہا تھا تو اسے اندازہ ہوا کہ ان احکام کا لوگوں کے سامنے پیش کرنا، آسان کام نہیں۔ اس نے ایسا محسوس کیا کہ وہ ضابطۂ احکام نہیں، ایک اژدھا ہے جو بڑی تیزی سے دوڑ رہا ہے۔ (28/32,7/107-108, 26/32-33)

تبصرہ:۔ آیت کے حقیقی مفہوم سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ نے وہ عصا ڈال دیا تھا۔ لیکن پرویز صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے عصا نہیں ڈالا یعنی انہوں نے احکام و ہدایات کو لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ انہوں نے صرف اس مہم پر غور کیا اور محسوس کیا کہ ان احکام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا آسان نہیں ہے۔ دوسرا پرویز صاحب کے نزدیک عصا سانپ بن کر نہیں دوڑا بلکہ اُنہیں ضابطۂ احکام ایک اژدھا محسوس ہوا (نعوذ باللہ)

(5) عصا سانپ بن گیا اور حضرت موسیٰؑ ڈر گئے

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے گویا سانپ ہے تو وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ط (موسیٰؑ) پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ وقف دیکھا (ہم نے کہا کہ) موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ o 28/31 امن پانے والوں میں ہو o

(مجازی مفہوم):۔ موسیٰؑ نے جب پیشِ نظر مہم اوران احکام وہدایات پر غور کیا تو اسے یوں محسوس ہوا کہ وہ ایک مہم نہیں، جیتا جاگتا سانپ ہے جسے پکڑنے کا اسے حکم دیا جا رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اپنے خیال میں اس مہم سے ہٹنا چاہا اور فرعون کی طرف جانے سے خائف ہوا۔ اس پر آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! ڈرو نہیں۔ اس مہم کو نہایت اطمینان سے، سنبھال لو۔ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکے گا۔

(27/10-12, 26/32-33, 20/17-24, 7/107-108)۔

تبصرہ:۔ حقیقی معانی یہی ہیں کہ حضرت موسیٰؑ عصا کے سانپ بننے سے ڈرے تھے جسے پرویز صاحب بھی مانتے ہیں اور وہ اسے حقیقی مفہوم قرار دیتے ہیں۔ لیکن پرویز صاحب معجزات کے انکار کے لئے اس حقیقی مفہوم پر مجازی مفہوم کو ترجیح دیتے ہوئے کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ عصا کے سانپ بننے سے نہیں ڈرے بلکہ غور کرنے پر اُنہیں احکام وہدایات ایک مہم نہیں بلکہ جیتا جاگتا سانپ محسوس ہوئے۔

پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے خیال میں اس مہم سے ہٹنا چاہا۔ جبکہ اس آیت میں مہم سے ہٹنے کا کہیں ذکر نہیں۔ اس آیت میں آپ کے سانپ سے ڈرنے کا ذکر ہے۔ پرویز صاحب نے اسے اپنے مجازی مفہوم میں فرائضِ نبوت سے پیچھے ہٹنے کا جواز بنالیا جو کہ خلافِ قرآن باطل سوچ اور حضرت موسیٰؑ پر بہتان ہے کہ اُنہوں نے فرائضِ نبوت سے ہٹنا چاہا تھا۔

(6) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو سانپ سے نہ ڈرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ قف اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ 27/10o	اے موسیٰ ڈرومت۔ ہمارے پاس رسول ڈرا نہیں کرتےo

(مجازی مفہوم):۔ آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! ڈرو نہیں۔ جب ہم اپنے پیغمبروں کے ساتھ ہیں، تو پھر ان کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی (26/15)۔

تبصرہ:۔ آیت کا حقیقی مفہوم یہی ہے کہ اس آیت میں حضرت موسیٰؑ کے سانپ سے

ڈرنے کا ذکر ہے لیکن پرویز صاحب نے اس کی تشریح 26/15 آیت کے حوالے سے کی ہے جہاں موسیٰؑ کے دربارِ فرعون میں جانے سے خائف ہونے کا ذکر ہے (قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ o 26/15) جو کہ قرآنِ مجید کا انکار اور آیات کے سیاق وسباق سے بھی انحراف ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو سانپ پکڑنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقف اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرنا مت ہم سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى o اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے o 20/21

(مجازی مفہوم):۔ اللہ نے موسیٰؑ کو اطمینان دلایا اور کہا کہ اس خیال سے مت گھبراؤ۔ ان احکام کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ ان کے متعلق جو بات تم نے پہلے کہی تھی (کہ ان سے فلاں فلاں منفعت بخش کام لوں گا) ہم انہیں ایسا ہی بنا دیں گے۔ (یہ اژدھا کی طرح ہلاکت آفریں ثابت ہوں گے' باطل کے لئے۔ لیکن تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے سہارا بن جائیں گے)۔

تبصرہ:۔ قرآنِ مجید میں عصا کی سیرت کے بدلنے اور پھر اسے پہلی سیرت میں لوٹائے جانے کا ذکر ہے۔ لیکن پرویز صاحب اس تبدیلی کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک حضرت موسیٰؑ اپنے خیال میں مہم سے ڈرے تھے یعنی ان کے نزدیک ضابطۂ حیات کی مہم میں یہ تبدیلی حضرت موسیٰؑ کے خیال میں آئی تھی جس کا تعلق محسوس کرنے سے تھا دیکھنے سے نہیں جبکہ ضابطۂ احکام کی سیرت میں کیا تبدیلی آسکتی ہے یہ سب معجزات کا انکار کرنے کے بہانے ہیں۔

(8) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''یدِ بیضا'' کا معجزہ دیتے ہوئے

فرمایا

وَ اَدۡخِلۡ یَدَکَ فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو بے عیب
بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ ...... 27/12 سفید نکلے گاo

(مجازی مفہوم):۔ پھر موسیٰؑ کو ان احکام کی تائید میں' براہینِ نیّرہ عطا کیں جن میں ارباب عقل وبصیرت کے لئے روشنی اور تابناکی کا سامان تھا۔وہ اگران پرغوروفکر کریں گے تو اُنہیں نظر آجائے گا کہ احکامِ خداوندی کے اتباع میں کسی خرابی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔وہ تو سرتاپا خیر ہوتے ہیں'(28/32)۔

تبصرہ:۔ آپ خود نوٹ کرلیں کہ پرویز صاحب نے '' وَ اَدۡخِلۡ یَدَکَ فِیۡ جَیۡبِکَ تَخۡرُجۡ ......) کا کیا مفہوم لیا ہے اور ان کے اس مفہوم اور قرآن کے الفاظ میں کیا ربط ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرویز صاحب کا مجازی مفہوم لینے کا کوئی قرآنی معیار نہیں ہے آیت کچھ ہوتی ہے مجاز کچھ لے لیتے ہیں جس کا حقیقی مفہوم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پرویز صاحب روایتی تشریح پر تو اعتراض کرتے ہیں لیکن اُنہوں نے خود اپنے مجازی مفہوم کے ذریعے قرآن کو ہی بدل دیا ہے۔

(9) عصائے موسیٰ اور ید بیضا نو معجزات میں سے دو ہیں

...... فِیۡ تِسۡعِ اٰیٰتٍ اِلٰی ......(ان دو آیات (معجزات) کے ساتھ جو نو آیات
فِرۡعَوۡنَ وَ قَوۡمِهٖ ط اِنَّهُمۡ کَانُوۡا (معجزات) میں (داخل ہیں) فرعون اور اس کی قوم
قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ o 27/12 کے پاس (جاؤ) کہ وہ بدکردار لوگ ہیںo

(مجازی مفہوم):۔ یہ دلائل ان نو (۹) احکام سے متعلق تھے جنہیں لے کر موسیٰؑ 'فرعون اور اس کی قوم کی طرف گیا تھا۔۔۔۔وہ قوم جو زندگی کے صحیح راستے کو چھوڑ کر' غلط راہوں پر چل نکلی تھی۔

تبصرہ:۔ آیت کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ ان آیات (معجزات) کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ ۔ وادیٔ طویٰ میں حضرت موسیٰؑ کو پہلے ہدایات و معجزات دیئے گئے

اس کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ اب تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ (34-28/32)اس کی تائید اگلی آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ تۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ 27/13o جب اُن کے پاس ہماری روشن نشانیاں پہنچیں کہنے لگے یہ صریح جادو ہے o اس کا مطلب پہلی آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے معجزات جب بعد میں فرعونیوں کے پاس پہنچے تو پھر انہوں نے انہیں صریح جادو کہا لیکن پرویز صاحب اس کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال کر کے کہتے ہیں ''یہ دلائل ان نو (۹) احکام' سے تھے'' اور اپنے مجازی مفہوم کے ذریعے معجزات کو دلائل و احکام ٹھہرا دیا......؟

(10) اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا

اُسۡلُكۡ يَدَكَ فِىۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ وَّاضۡمُمۡ اِلَيۡكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهۡبِ فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ o (28/32)	اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو بغیر کسی عیب کے سفید نکل آئے گا اور خوف دُور ہونے (کی وجہ) سے اپنے بازو کو اپنی طرف سکیڑ لو ۔ یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں (اُن کے ساتھ) فرعون اور اُس کے درباریوں کے پاس (جاؤ) کہ وہ نافرمان لوگ ہیں o

<u>(مجازی مفہوم)</u>:۔ پھر موسیٰؑ کو ایسے احکام دیئے جن میں حسنِ عمل کے خوشگوار نتائج کی خوشخبریاں تھیں ۔ نیز ان تمام احکام کی تائید میں روشن اور تابناک دلائل و برائین ۔اُس سے کہا کہ <u>ان دلائل کو نہایت دلجمعی سے پیش کرنا</u> ۔ لوگوں کے لئے یہ بہت خوش آیند ہوں گی ۔ ان میں سے کوئی بات بھی اُن کے لئے ناگواری کا باعث نہیں ہوگی ۔ اگر کہیں خوف کا مقام آئے تو وہاں پھڑ پھڑانا نہیں' بلکہ' اپنے بال و پر سمیٹ کر پوری جمعیتِ خاطر سے' مقابلہ کے لئے تیار رہنا۔اور اپنی جماعت کی تنظیم اچھی طرح سے کرنا(15/88)۔

یہ دونوں قسم کے احکام (منذرات ومبشرات) تیرے پروردگار کی طرف سے
فرعون اور اس کے اہلِ دربار کے لئے واضح دلائل ہیں۔ (اِنہیں ان کے
سامنے پیش کرو) وہ لوگ بڑے ہی غلط راستے پر چل رہے ہیں۔

تبصرہ:۔ یہاں پرویز صاحب نے برہانان' دونشانیوں کو دوقسم کے احکام (منذرات و مبشرات) ٹھہرادیا۔ جبکہ آیت میں عصاءِ موسیٰ اور ید بیضا کے دو معجزات کی طرف اشارہ ہے اور پرویز صاحب ان حقیقی معانی کو صحیح بھی سمجھتے ہیں لیکن خود اُن سے انحراف کرتے ہیں۔

اسی واقعہ کا ذکر جب اوپر آیت 27/12 میں آیا تو اس کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال کیا (قوم کی طرف گیا تھا) اور یہاں اسی واقعے کے لئے مستقبل کا صیغہ استعمال کیا ''ان دلائل کونہایت دلجمعی سے پیش کرنا''۔ ایک ہی موقع ہے لیکن کسی جگہ پرویز صاحب ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں کسی جگہ مستقبل کا۔

(11) فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے عصا اور پھر یدِ بیضا کا معجزہ پیش کیا

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ o موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈالدی تو وہ
7/107 اسی وقت صریح اژدھا (ہوگیا)

(مجازی مفہوم):۔ اس پر موسیٰؑ نے اُن قوانین ودلائل کو پیش کیا جن کی بنا پر اس نے وہ
دعویٰ کیا تھا اور جنہیں وہ نہایت مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ یہ محکم دلائل'
اپنی صداقت کے زورِ دروں پر' اس طرح آگے بڑھے چلے جاتے تھے کہ ان
کی قوت اور شدّت واضح طور پر سامنے آرہی تھی۔ (اُن کی شدّت سے مراد یہ
تھی کہ ان کی خلاف ورزی کا نتیجہ کس قدر ہلاکت انگیز ہوگا)۔

وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کی
o(7/108) نگاہوں میں سفید براق (تھا)o

(مجازی مفہوم):۔ پھر وہ اُن روشن دلیلوں کو سامنے لایا جن کی رُو سے بتایا گیا تھا کہ ان

قوانین کی اطاعت سے زندگی کا ہر گوشہ کس طرح تابناک ہو جائے گا۔ یہ بصیرت افروز دلائل ہر دیدۂ بینا کے لئے چراغِ راہ بن سکتے تھے۔ (28/32, 26/32-33, 20/17-21)

حاشیہ:۔ یہ اِن الفاظ (**عصا ، ثعبان مبین ، ید بیضا**) کے مجازی معانی ہیں جنہیں، ہمارے نزدیک ''استعارۃً'' استعمال کیا گیا ہے۔ ویسے **عصا** کے حقیقی معنی لاٹھی۔ **ثعبان مبین** کے معنی نمایاں اژدھا۔ اور یدِ بیضا کے معنی سفید چمکیلا ہاتھ ہیں۔

تبصرہ:۔ پرویز صاحب کے مجازی مفہوم کے بقول موسیٰؑ نے پہلے قوانین ودلائل پیش کئے، پھر روشن دلیلیں سامنے لایا۔ یعنی قوانین ودلائل اور تھے روشن دلیلیں اور تھیں ...... افسوس؟ میرا خیال ہے کہ یہ سب پرویز صاحب کے معجزات کے انکار کے ہتھکنڈے ہیں۔

(12) فرعون حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں جادوگروں کو لے آیا اور مقابلہ شروع ہوا۔

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ عِصِيَّهُمْ وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ o تو انہوں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ضرور غالب رہیں گے o 26/44

(مجازی مفہوم):۔ چنانچہ انہوں نے اپنے باطل مذہب کی تائید میں نہایت رکیک اور بودی دلیلیں پیش کیں۔ اور کہا کہ فرعون کے جاہ وجلال کی قسم، ہم آج ضرور میدان مارلیں گے۔ (یعنی دلیلیں تو بے حد کمزور تھیں لیکن چونکہ وہ فرعون کی جاہ وحشمت اور قوت وجبروت کو اپنی پشت پر سمجھتے تھے، اس لئے اُنہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا)۔

تبصرہ:۔ پرویز صاحب نے رسّیوں اور لاٹھیوں کو مذہبی دلیلیں قرار دیا ہے۔

(13) جادوگروں نے رسّیاں اور لاٹھیاں ڈال کر لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا

قَالَ اَلۡقُوۡا ۚ فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا سَحَرُوۡۤا اَعۡیُنَ النَّاسِ وَ اسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ وَ جَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِیۡمٍ o (7/116)

(موسیٰ نے) کہا تم ہی ڈالو۔ جب اُنہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسّیوں کے سانپ بنا بنا کر) اُنہیں ڈرا ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو دکھایا o

(مجازی مفہوم):۔ موسیٰؑ نے کہا کہ تم ہی پہل کرو۔ سو جب اُنہوں نے اپنے مسلک کو پیش کیا' تو ان کی سحر بیانی کی چمک نے لوگوں کی نگاہوں میں خیرگی پیدا کر دی ۔ اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے لوگوں کو اس سے بھی ڈرایا (کہ تم نے فرعون کی مخالفت کی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا ؟) اور اس طرح انہوں نے بہت بڑے مکروفریب کا جال بچھا کر رکھ دیا۔

تبصرہ:۔ یہاں پرویز صاحب نے سَحَرُوۡۤا اَعۡیُنَ النَّاسِ سے مراد سحر بیانی کی چمک' لیا ہے جبکہ جادو کے ثبوت میں وہ اس آیت سے مراد نگاہ بندی لیتے ہیں۔ دیکھئے باب ''پرویز صاحب جادو کو مانتے تھے''

(14) جادو کی وجہ سے رسیوں اور لاٹھیوں کا دَوڑتے ہوئے محسوس ہونا

قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمۡ وَ عِصِیُّهُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰی o (20/66)

موسیٰ نے کہا نہیں تم ہی ڈالو (جب انہوں نے چیزیں ڈالیں) تو ناگہاں ان کی رسّیاں اور لاٹھیاں موسیٰؑ کے خیال میں ایسی آنے لگیں کہ وہ (میدان میں اِدھر اُدھر) دَوڑ رہی ہیں o

(مجازی مفہوم):۔ موسیٰؑ نے کہا کہ تم ہی پہل کرو اور (اپنے دعاوی کی تائید میں) جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پیش کرو ۔ چنانچہ انہوں نے (حبل اللہ ۔ دینِ خداوندی) کے مقابلہ میں اپنا مذہب (حبل) اور موسیٰؑ کے دعاوی کی تردید

میں اپنے دعاوی پیش کیے۔ ان کا اندازِ بیان اس قدر سحر انگیز تھا کہ موسیٰؑ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں ان کے دلائل' (محض لفاظی کے زُور پر) مؤثر نہ ہو جائیں اور اس طرح وہ کامیاب نہ ہو جائیں۔

حاشیہ:۔ یہ ان الفاظ کا مجازی مفہوم ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان الفاظ کے معانی کسی با ترجمہ قرآنِ کریم کے نسخے سے دیکھ لیں۔

تبصرہ:۔ یہاں پرویز صاحب نے حَبْل سے مراد مذہب اور عَصِيُّهُمْ سے مراد دعاوی لیا ہے۔ جبکہ جادو کے ثبوت میں اُنہوں نے اِن سے مراد رسّیاں اور لاٹھیاں ہی لیا ہے۔

وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○ (20/69)
اور جو چیز (یعنی لاٹھی) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو کہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے اُس کو نگل جائے گی ۔ جو کچھ اُنہوں نے بنایا ہے (یہ تو) جادوگروں کے ہتھکنڈے ہیں اور جادوگر جہاں جائے فلاح نہیں پائے گا○

(مجازی مفہوم):۔ انہوں نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ سب فریب انگیز ہیں۔ اور فریب دہی کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتی' خواہ وہ کسی کی طرف سے بھی کیوں نہ ہو۔ (یہ بات کہ ان مذہبی پیشواؤں کے ساتھ حکومت کی تائید بھی شامل ہے' عوام کو مرعوب کر سکتی ہے' لیکن تمہارے دلائل کے سامنے ان کی پیش نہیں جا سکتی) اس لئے تم ان قوانینِ خداوندی کو' جنہیں تم نے باعثِ یمن وسعادت پایا تھا (20/17) روشن دلائل کے ساتھ پیش کرو۔

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ (26/45)
پھر موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اُن چیزوں کو جو جادوگروں نے بنائی تھیں نگلنے لگی○

(مجازی مفہوم):۔ اس پر موسیٰؑ نے نظامِ خداوندی کی تائید میں محکم دلائل پیش کیے جو پروہتوں کی' فریب پر مبنی دلیلوں کو ایک ایک کر کے نگل گئے۔

تبصرہ:۔ اس مفہوم میں پرویز صاحب نے نہ معجزے کو معجزہ تسلیم کیا اور نہ جادو کو جادو۔۔۔ بلکہ عصا جو واحد کے طور پر استعمال ہوا ہے اس سے مراد جمع، 'دلائل' لے لیا گیا۔

23 = طلوعِ اسلام کی طرف سے معجزات کے بارے تحریر کا جواب

(1)۔ معجزات کے ثبوت میں میری ایک تحریر کا طلوعِ اسلام کی ایک اہم شخصیت نے یہ جواب دیا۔

محترم بشیر خانصاحب

''اشتہار بعنوان معجزات''

السلام علیکم۔ آپ نے بیتی باتیں دہرانے میں خواہ مخواہ سات صفحات سیاہ کر ڈالے۔ ہمیں تو آج بھی اس ''معجزنما'' کی تلاش ہے جو اس بدقسمت قوم کی بگڑی بنا دے۔ ہے کوئی آپ کی نظر میں؟ خیر اندیش

.......................(ایڈیٹر ماہنامہ طلوعِ اسلام 29 مئی 1990ء

(2)۔ طلوعِ اسلام کے مندرجہ بالا خط کا جب جواب دیا گیا تو اُن کی طرف سے دوسرا جواب یہ موصول ہوا۔

میرے پیارے بھائی بشیر خانصاحب

السلام علیکم۔ 17 جون کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپ ماشاءاللہ خوب لکھتے ہیں لیکن رسّیوں کے سانپ بنانا ہی معجزہ نہیں ہمارے نزدیک اُس انقلاب سے بڑا کوئی معجزہ نہیں جو حضور نبی اکرمؐ اور آپ کے ساتھیوںؓ نے اس جہانِ سعی و عمل میں برپا کیا۔

آپ کی فنی اصطلاحات اپنی جگہ۔۔۔ ہمارے نزدیک تو پاکستان کا وجود میں آ جانا بھی ایک معجزہ تھا اوراب اس کا بچ جانا بھی ایک معجزہ ہوگا۔ہمیں صاحبِ ضربِ کلیم کا ہر وہ نقشِ پا عزیز ہے جسے عملی زندگی میں ہم اپنا سکیں۔ بحث برائے بحث طلوعِ اسلام کی غزل نہیں۔جواب کے لئے شکریہ

خیراندیش .... (ایڈیٹر ماہنامہ طلوعِ اسلام)19 جون 1990ء

نوٹ:۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ معجزات کے منکرین کی طرف سے قرآنی آیات کے جواب میں دلائل پر غور کریں۔اُن کا دعویٰ قرآن کا ہوتا ہے لیکن معجزات کے انکار میں اُن کے دلائل سب غیر قرآنی ہیں۔فکرِ پرویزؔ کے اس رویّے پر محترم عبدالرحمٰن طاہر سورتیؔ صاحب کا تبصرہ بہت اہم ہے۔

عبدالرحمٰن طاہر سورتی: جن سے پرویزؔ صاحب نے اپنی بنیادی فکر کی حامل لغات القرآن پرنظرِ ثانی کروائی وہ فکرِ پرویزؔ پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں۔

"ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کا نام لیتے اوراس کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن ان کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ حدودِ قرآن سے نکلنے اور قرآنِ مجید کے نام سے غیر قرآن افکار پیش کرنے کے عادی ہیں۔"

وَمَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ o

ادارہ صوت القرآن لاہور کی دیگر مطبوعات

	1۔	سبیل المؤمنین فکرِ پرویز کا ایک جائزہ	ملک احسان الحق	
	2۔	حقیقتِ احمدیت احمدیت کے مخفی گوشے پہلی بار بے نقاب	ملک احسان الحق	
	3۔	اللہ کا پیغام لوگوں کے نام	محمد بشیر	
	4۔	اسلام کا نظامِ معیشت و معاشرت	اعجاز رسول	
	5۔	الصّلوٰۃ (نماز) کی امامت کا مسئلہ	اعجاز رسول	
	6۔	کیا مشرکوں کی قبریں انسان	اعجاز رسول	

زیرِ تکمیل

	7۔	تخلیقِ آدم	ملک احسان الحق	
	8۔	روایات پر ایک نظر	ملک احسان الحق	
	9۔	فاحکم بینھم بما انزل اللہ	اعجاز رسول	

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ ملک احسان الحق 4۔گرین پارک اتحاد کالونی ملتان روڈ سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور پاکستان فون: ,042-7586722، Mob:0300-8472780

☆ محمد بشیر توحید جیولرز مدینہ بازار اچھرہ لاہور پاکستان P.C.54600

فون: Ph. 0321-9492677, 042-7580954, 7534761

ادارہ صوت القرآن لاہور پاکستان